ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

۴

مسئلہ ۹ھ میں بنو حنیفہ کے ایک وفد کے ساتھ مدینہ آیا۔ وفد کے ارکان نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا، مسئلہ سامان کی حفاظت پر مامور تھا، آپ کے پاس نہ پہنچا، لیکن بظاہر مسلمان ہو گیا۔ آپ نے بھی اس کے لیے کچھ مال بھجوایا۔ وطن واپس جا کر اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور من گھڑت الہامات سنانے لگا پھر اس نے آپ کو خط لکھا کہ مجھے بھی اپنی نبوت میں شریک کر لیں یا یہ منصب مجھے منتقل کر دیں۔ آپ نے اسے جھوٹا قرار دیا، قبل اس کے کہ آپ اس کے خلاف کسی کارروائی کا حکم فرماتے، آپ دنیا سے رخصت ہو گئے۔

یمامہ کا ایک شخص نہار الرجال بن عنفوه بھی اس سے مل گیا جس نے مدینہ میں قیام کر کے قرآن مجید اور اسلام کی تعلیم حاصل کی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اہل یمامہ کو اسلامی تعلیمات سکھانے کے لیے بھیجا، لیکن وہ الٹا مسئلہ سے مل گیا اور آپ سے جھوٹا قول منسوب کر دیا کہ مسئلہ شریک نبوت ہے۔ یمامہ والے اس کے دھوکے میں آ گئے اور ہزاروں لوگ اس جھوٹے نبی پر ایمان لے آئے۔ تاریخ میں مسئلہ کا کوئی معجزہ مذکور نہیں۔ قبائلی عصبیت نے اس کے گرد جھرمٹ اکٹھا کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ طلحہ نمری نے گواہی دی: ”مسئلہ، تم کذاب ہو اور محمد سچے ہیں، لیکن ہمیں اپنا کذاب دوسروں کے سچے سے زیادہ محبوب ہے۔“ چنانچہ وہ مسئلہ کے ساتھ لڑتے ہوئے مارا گیا۔

جنگ یمامہ ربیع الاول ۱۲ھ (مئی ۶۳۳ء) میں عقربا کے مقام پر لڑی گئی، جہاں مسئلہ لشکر کش تھا۔ چالیس ہزار پر مشتمل مسئلہ کا لشکر اسلامی لشکر سے کئی گنا بڑا تھا، اس لیے ابوبکر نے خالد کے لشکر کے برابر ایک اور کمک بھیجی۔ ان کی

پالیسی تھی کہ اہل بدر کو جنگوں میں نہ بھیجا جائے، لیکن اس نازک موقع پر انھوں نے بدری صحابہ کا ایک دستہ اور حفاظ کی بڑی تعداد بھی اس لشکر میں شامل کی۔ انصار کی کمان ثابت بن قیس اور براہن مالک کے پاس تھی، جبکہ ابوحنیفہ بن عتبہ اور زید بن خطاب مہاجرین کی سربراہی سنبھالے ہوئے تھے۔ خالد سے پہلے عکرمہ اور شرحبیل مسیلمہ سے شکست کھا چکے تھے، کیونکہ وہ مسیلمہ کی طاقت کا اندازہ لگائے بغیر اس سے بھڑ گئے تھے۔ ابوبکر نے عکرمہ کو تو عمان اور اس کے بعد یمن بھیج دیا، لیکن شرحبیل کو وہیں رکنے کی ہدایت کی۔ خالد نے بطاح سے یمامہ کی طرف بڑھنا شروع کیا، ثنیۃ الیمامہ کے مقام پر انھیں بنوحنیفہ کا ایک سردار مجاعہ ایک شب خون مارنے والے دستے کے ساتھ ملا۔ انھوں نے اس کے ساتھیوں کو تو قتل کر دیا، لیکن اسے بیڑیوں میں جکڑ کر قید کر لیا۔ دوسرے دن فوجوں کا آمناسا منا ہوا۔ مسیلمہ کے بیٹے شرحبیل نے اپنی فوج کو خوب جوش دلایا اور بھڑکایا: ”اے بنوحنیفہ، اگر تم شکست کھا گئے تو تمہاری عورتیں لونڈیاں بنالی جائیں گی، اپنے حسب و نسب کی خاطر مسلمانوں سے جنگ کرو۔“ بدقسمتی سے انصار، مہاجرین اور بدوؤں میں یہ بحث چھڑی ہوئی تھی کہ ان میں زیادہ دلیر کون ہے؟ اس غفلت کا نتیجہ یہ ہوا کہ یمامہ کا لشکر ان پر چڑھ دوڑا اور یہ پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گئے۔ خالد نے مسلمان لشکر کو الگ گروہوں میں بانٹ کر کہا: ”ہم دیکھیں گے کہ کس نے زیادہ دلیری کا مظاہرہ کیا ہے؟“ سب سے پہلے مسیلمہ کا دست راست نہار الجبال مارا گیا اور مسلمانوں میں سے ثابت بن قیس، زید بن خطاب، ابوحنیفہ اور ان کے غلام سالم نے جام شہادت نوش کیا۔ خالد نے دیکھا کہ مسیلمہ کے ساتھی اس کے گرد گھیرا ڈالے کھڑے ہیں اور اس کی حفاظت میں موت کی پروا نہیں کر رہے تو انھوں نے اسے قتل کرنے کی ٹھانی تاکہ جنگ کا جلد خاتمہ ہو۔ جب خالد نے اس کے جلو میں کھڑے ہوئے بے شمار لوگوں کو مار ڈالا تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑا ہوا اور اپنے تعمیر کردہ بلند فصیلوں والے حدیقۃ الرحمان میں داخل ہو گیا، اس کی قوم بنوحنیفہ بھی اس کے ساتھ اس باغ میں پناہ گزین ہو گئی۔ اسلامی فوج نے باغ کے گرد پڑاؤ ڈال دیا، کوشش کے باوجود کوئی ایسی جگہ نہ ملی جہاں سے شکاف کیا جاسکتا تو براہن مالک نے کہا: ”مجھے اٹھا کر اندر پھینک دو، میں دروازہ اندر سے کھول دوں گا۔“ ان کے اصرار پر انھیں پھینکا گیا تو دروازہ کھلا۔ بنوحنیفہ کے لاتعداد افراد تہ تیغ ہوئے تو بہت سے مسلمان بھی شہید ہوئے۔ مقتولوں کی کثرت سے باغ ایک مذبح کا منظر پیش کر رہا تھا اسی وجہ سے یہ حدیقۃ الموت کہلایا۔ جنگ احد میں سیدالشہداء حمزہ کو شہید کرنے والے اور فتح مکہ کے موقع پر ایمان لانے والے وحشی نے مسیلمہ کو دیکھا تو تاک کر اسے نیزہ مارا، یوں وہ کذاب جہنم واصل ہوا۔ اس دوران میں ایک انصاری بھی اس پر تلوار کا وار کر چکے تھے۔ باقی مفروروں کو پکڑنے کے بعد خالد نے بنوحنیفہ کے قلعہ بندوں سے صلح کی۔ مجاعہ نے ان سے دھوکا کیا اور قلعوں میں

بند عورتوں اور بچوں کو جنگجو مرد ظاہر کر کے پون مال اسباب، باغات اور قیدیوں کو چھڑا لیا۔ اسی اثنا میں ابو بکر کا قاصد پیغام لایا کہ لڑائی کے قابل سب مردوں کو قتل کر دیا جائے، لیکن خالد نے صلح برقرار رکھی اور بنو حنیفہ نے نئے سرے سے بیعت اسلام کی۔ جنگ یمامہ میں یمامہ کے ۲۱ ہزار آدمی مارے گئے، جبکہ مسلمان شہدا کی تعداد ۱۲ سو تھی، ان میں ۳۶۰ مدینہ میں رہنے والے مہاجرین و انصار اور ۳۰۰ دوسرے شہروں کے مہاجرین تھے۔ ابو بکر نے کثیر تعداد میں حفاظ کے شہید ہو جانے کے بعد قرآن مجید جمع کرنے کا حکم جاری کیا۔ اس معرکے سے فارغ ہونے کے بعد خالد نے مجاہد کی بیٹی سے شادی کی تو ابو بکر بہت ناراض ہوئے۔

اب جنوبی قبائل کی بغاوت فرو کرنے کی باری تھی۔ نصف عرب پر محیط یہ لقی و دق صحرا بحرین، عمان، مہرہ، حضرموت، کندہ اور یمن کے صوبوں پر مشتمل ہے اور ربع الخالی کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں ایران کا بہت اثر تھا، خسرو کے عامل بدھان کے قبول اسلام تک یمن ایران کی عمل داری میں تھا۔ ابھی خالد یمامہ میں تھے کہ ماتحت سپہ سالاروں کو ان قبائل کی طرف بھیج دیا۔ بحرین نزدیک تھا، اس لیے یہاں سے آغاز کیا گیا۔ یہاں کا عیسائی بادشاہ منذر بن ساوی ۹ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد علا بن حضرمی کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا تھا۔ اتفاق سے جب آل حضرت نے وفات پائی اسی ماہ منذر کا انتقال بھی ہو گیا۔ بحرین والے مرتد ہو گئے، صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ جارود بن معلیٰ اسلام پر برقرار رہے۔ انھوں نے اپنے قبیلے عبدالقیس کو پھر سے اسلام پر آمادہ کر لیا، لیکن بحرین کے دوسرے قبائل حطم بن ضبیعہ کی سربراہی میں ارتداد پر قائم رہے۔ اس نے ہجر اور قطیف میں مقیم غیر ملکیوں اور غیر مسلموں کو ساتھ ملا کر بنو عبدالقیس کا محاصرہ کر لیا۔ بھوک اور پیاس سے جاں بلب ہونے کے باوجود بنو عبدالقیس پھر مرتد نہ ہوئے۔ ابو بکر نے علا بن حضرمی کو بحرین کے مرتدین کے مقابلے کے لیے بھیجا، وہ یمامہ کے پاس سے گزرے تو نئے سرے سے مسلمان ہونے والے بنو حنیفہ کی کثیر جمعیت ان کے ساتھ شامل ہو گئی۔ قیس بن عاصم نے جو زکوٰۃ کا انکار کرنے میں پیش پیش تھے، اپنے قبیلے سے زکوٰۃ اکٹھی کر کے علا کو پیش کی۔ علامہ جنگ پر پہنچے تو انھوں نے مرتدین کی بھاری تعداد دیکھتے ہوئے اسلامی لشکر کے گرد خندق کھدوائی اور پڑاؤ ڈال دیا کبھی کبھار وہ خندق عبور کر کے مرتدین پر حملہ کرتے اور پھر واپس آجاتے۔ ایک ماہ اسی طرح گزر گیا، ایک رات جب مشرکین شراب میں دھت غوغا کر رہے تھے علا پیش قدمی کر کے ان کے علاقے میں گھس گئے اور ان کو تہس نہس کر دیا۔ بے شمار قتل ہوئے اور ہزاروں کو قیدی بنا لیا گیا، قیس بن عاصم نے حطم کا کام تمام کیا۔ کچھ فرار ہو کر چند میل دور خلیج فارس میں واقع جزیرہ دارین جا پہنچے۔ مسلمانوں کے پاس کشتیاں نہ تھیں، انھوں نے گھوڑوں، خچروں اور اونٹوں ہی کو سمندر میں ڈال دیا اور دارین

پہنچ گئے۔ مفروروں کا قلع قمع کرنے کے بعد واپس بحرین آئے تو علانے ابو بکر کو فتح کی خوش خبری بھیجی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عمان پر ایران کی طرف سے جیفر نامی عامل مقرر تھا۔ آپ نے اس کی طرف عمرو بن عاص کو اسلام کا پیغام دے کر بھیجا، اسے زکوٰۃ مدینہ بھیجنے پر اعتراض تھا۔ عمرو نے زکوٰۃ اسی کے علاقے میں خرچ کرنے کی تجویز پیش کی تو وہ مسلمان ہوا۔ آپ کی وفات کے بعد مدعی نبوت لقیط بن مالک کی تحریک پر اہل عمان مرتد ہوئے تو جیفر پہاڑوں پر بھاگ گیا۔ ابو بکر نے حمیر سے حذیفہ بن محسن کو عمان بھیجا۔ آپ کی ہدایت پر یمامہ سے عکرمہ بن ابو جہل اور شرحبیل بن حسنہ بھی آگئے۔ جیفر اور اس کے بھائی عباد کو پیغام بھیجا گیا کہ آ کر اسلامی لشکر سے مل جائیں۔ دبا کے مقام پر شدید لڑائی ہوئی، ابتدا میں لقیط کا پلہ بھاری تھا، لیکن عبدالقیس اور دوسرے قبائل کی طرف سے کمک پہنچی تو جنگ کا پانساپٹ گیا، غنیم کے ۱۰ ہزار آدمی مارے گئے، بہت سے قید ہوئے اور کثیر مال غنیمت ہاتھ آیا۔

عکرمہ بھاری جمعیت لے کر مہرہ پہنچے، وہاں دو حریفوں میں اقتدار کی کشمکش چل رہی تھی۔ انھوں نے کمزور فریق کو اسلام کی دعوت دی پھر ان نو مسلموں کو اپنے ساتھ ملا کر طاقت ور گروہ پر حملہ کر دیا۔ گھمسان کا رن پڑا اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ عکرمہ نے فتح کی خوش خبری اور خمس بھیجنے کے ساتھ حلیف جماعت کے سربراہ کو بھی ابو بکر کی خدمت میں مدینہ روانہ کیا۔ اب وہ ساحل کے ساتھ ساتھ چلتے یمن کی طرف بڑھے۔

یمن کی بغاوت کا پہلا سبب وہاں کسی مرکزی حکومت کا موجود نہ ہونا تھا۔ بازان کے بیٹے شہر اور دوسرے عمال میں منقسم حکومت مدعی نبوت اسود عنسی کے جانشینوں کی سازشوں کے سامنے نہ ٹھہر سکتی تھی۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اٹھنے والی ارتداد کی لہر نے بھی اثر دکھایا۔ اس بغاوت کا دوسرا سبب نسلی تھا، ابو بکر نے شہر بن بازان کے قتل کے بعد ایرانی النسل فیروز کو صنعا کا حاکم مقرر کیا، اس لیے عربی النسل قیس حمیری اس کا مخالف ہو گیا۔ دوسری طرف مدینہ سے یمن کو جانے والے راستے پر آباد عک اور اشعر قبائل نے مسلمانوں کے لیے یہ راستہ مسدود کر دیا تھا۔ طائف کے حاکم طاہر بن ابو ہالہ نے ابو بکر کی اجازت سے ان قبائل سے ایک خوں ریز جنگ کے بعد اس طریق الاخابث کو مسلمانوں کے لیے وا کر دیا۔ قیس نے یمن میں مقیم ایرانی نسل کے باشندوں کے خلاف جنھیں انبا کہا جاتا تھا عرب قبائل کو ابھارا۔ ذوالکلاع حمیری نے اس کا ساتھ نہ دیا تو اس نے اسود عنسی کے قتل میں شامل باقی عرب سرداروں سے رابطے کیے اور انتہائی خفیہ طور پر فوج ترتیب دے کر صنعا پر حملہ کر دیا۔ خود وہ صنعا میں رہا، اس نے فیروز اور اس کے دوستوں کو داؤ دیے اور جشنس کو قتل کے ارادے سے اپنے گھر بلایا، داؤ دیے کے قتل میں وہ

کامیاب ہو گیا، لیکن فیروز اور جشنس بھاگ نکلے۔ فیروز کے جانے کے بعد حکومت اس کے ہاتھ آ گئی۔ اس نے اپنے مطیع ہو جانے والے ابا کو کچھ نہ کہا، لیکن باقیوں کو عدن کی بندرگاہ یا خشکی کے راستے واپس خلیج فارس بھیج دیا۔ اقتدار سے محروم ہونے کے بعد فیروز نے اسلام پر قائم قبیلوں کو ساتھ ملا کر صنعا پر کامیاب حملہ کیا اور خلیفہ اول کی طرف سے اپنی امارت پھر سنبھال لی۔ دارالحکومت سے باہر یمن ابھی پرسکون نہ ہوا تھا۔ بغاوت یمن کی تیسری وجہ یمن و حجاز کا دیرینہ عناد تھا۔ اسے زبید قبیلے کے عمرو بن معدی کرب نے خوب انگخت کیا جو شاعر ہونے کے ساتھ جنگجو بھی تھا۔ اس نے قیس بن عبد یغوث کو اپنے ساتھ ملا لیا اور نجران کے عیسائیوں کے سوا تمام قبائل کو آمادہ بغاوت کر لیا۔ اس اثنا میں عکرمہ یمن پہنچ چکے تھے، دوسری طرف سے مہاجر بن امیہ ابوبکر کا عطا کردہ علم تھا مے پہنچ گئے، وہ مکہ، طائف اور نجران سے سینکڑوں جنگی لیاقت رکھنے والے افراد کو ساتھ لائے تھے۔ ادھر سے فروہ بن مسیک ان سے مل گئے۔ اللہ کی مدد ایسی آئی کہ قیس اور عمرو میں پھوٹ پڑ گئی اور عمرو مسلمانوں کے ساتھ آ ملے۔ انھوں نے قیس کو پکڑ کر مہاجر کے سامنے پیش کر دیا، مہاجر نے دونوں کو گرفتار کر کے ابوبکر کی خدمت میں بھیج دیا۔ ابوبکر نے داؤد کے قصاص میں قیس کو قتل کرنا چاہا، لیکن کوئی شہادت نہ ملی، جبکہ عمرو نے مملکت اسلامیہ کا نیک شہری بن کر زندگی گزارنے کا وعدہ کیا تو دونوں چھوٹ کر اپنے قبیلوں میں واپس پہنچ گئے۔ عمرو نے مسلمان ہونے کے بعد اسلام کے لیے قابل قدر خدمات سر انجام دیں۔ ابوبکر نے اقتدار کی کشمکش میں یمنی عربوں کے مقابلے میں ایرانی نسل کے فیروز اور شہر کو اس لیے ترجیح دی کہ وہ قبول اسلام میں سبقت کرنے والے تھے مزید یہ کہ شہر بن بازان خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تقرری حاصل کر چکے تھے۔

اسود غنسی نے دعوے نبوت کیا تو کندہ کے لوگوں نے اس کا ساتھ دیا۔ اسی دوران میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو ارتداد کے شعلے بھڑک اٹھے۔ آپ کے مقرر کردہ کندہ کے عامل زیاد بن لبید نے اس فتنے کو فرو کرنے کے لیے مسلمان قبائل کو ساتھ ملایا اور قبیلہ عمرو بن ربیعہ پر حملہ کر دیا۔ انھوں نے مردوں کو قتل کرنے کے بعد عورتوں کو قیدی بنا لیا۔ واپسی میں وہ کندہ کے رئیس اشعث بن قیس کے قبیلے کے پاس سے گزرے تو عورتوں نے اشعث کو دہائی دی، تیری خالوں کی عزتیں خطرے میں ہیں۔ باوجودیکہ اشعث آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر چکا تھا اور ابوبکر کی بہن ام فروہ سے اس کی منگنی ہو چکی تھی، اس موقع پر اس کی قبائلی عصبیت بیدار ہو گئی۔ اس نے اپنی قوم کو بھڑکا کر زیاد کی فوج پر ہلا بول دیا اور اپنی عورتوں کو چھڑا لیا۔ جب اس نے کندہ اور حضر موت میں بغاوت کی آگ بھڑکانی شروع کی تو صنعا سے مہاجر اور عدن سے عکرمہ زیاد کی مدد کو پہنچ گئے۔ اشعث کو شکست

ہوئی تو وہ بھاگ کر قلعہ نجیر میں بند ہو گیا۔ قلعے کے تین رستوں پر یہ تینوں مسلمان جرنیل بیٹھ گئے تو قلعہ کی رسد مکمل بند ہو گئی۔ بالآخر ۶ سو قلعہ بند اپنے پیشانی کے بال کاٹ کر قلعے سے نکلے اور مسلمانوں سے لڑنے کی کوشش کی، لیکن بھاری اسلامی فوج کے آگے ان کی ایک نہ چلی۔ تب اشعث کو اپنی جان بچانے کی سوچھی، اس نے اپنے ۱۹ اہل خانہ کی جاں بخشی کے بدلے قلعے کے دروازے کھول دیے، اپنا نام لکھنا وہ بھول گیا۔ مسلمانوں نے اندر داخل ہو کر لڑائی میں حصہ لینے والے ہر شخص کو قتل کر دیا اور ایک ہزار کے لگ بھگ عورتوں کو قیدی بنا لیا۔ مال خمس اور قیدیوں کے ساتھ اشعث مدینے پہنچا تو ابو بکر نے اس کو قتل کرنا چاہا، اس نے اسلام پر قائم رہنے کا وعدہ کیا تو اس کی جان بچی اور ابو بکر کی بہن اس کے ساتھ رخصت ہو گئیں۔ ۱۲ھ (۶۳۳ء) میں رده کی تحریک دبا دی گئی، صرف ربیعہ بن نجیر سے جنگ ۱۳ھ میں ہوئی۔

ظہور اسلام سے قبل عرب تجارتی اغراض سے ایران، عراق اور شام جاتے رہتے تھے۔ ان میں بہت سے نقل مکانی کر کے ان ممالک کے سرحدی اور صحرائی علاقوں میں بس چکے تھے۔ ان میں سے شام میں مقیم رومیوں میں گھل مل گئے، جبکہ عراق کی سرحدوں پر بسنے والے الگ تھلگ رہے۔ ایران میں خانہ جنگی اور طوائف الملو کی شروع ہوئی تو لخمی آگے بڑھے اور انھوں نے دریاے فرات کے کنارے انبار اور حیرہ کے شہر آباد کر کے مملکت حیرہ کی بنیاد رکھی، اس مملکت میں وہ عرب بھی آباد ہوئے جو بخت نصر قیدی بنا کر عراق لایا تھا۔ تیسری صدی کے وسط میں جدیمۃ الابرش نے حیرہ سے عین التمر اور صحراے شام تک کے علاقے پر قبضہ کر کے خود مختار حکومت قائم کر لی۔ شام کی سرحد پر آباد عرب قبیلے غسان کی سلطنت قائم تھی، چھٹی صدی میں اسے عروج حاصل ہوا۔ کہا جاسکتا ہے کہ عرب کی حدود جنوب میں خلیج فارس اور خلیج عدن تک اور شمال میں موصل اور آرمینیا تک پھیلی ہوئی تھیں۔ عراق و شام ایران و روم کی کشمکش میں پس رہے تھے، کبھی ایرانی ان پر غالب آجاتے کبھی رومی۔ ان دونوں بڑی طاقتوں (Super Powers) نے اپنی اپنی سرحدوں پر آباد عرب صحرائیوں کو ڈھال (Buffer Zone) کے طور پر استعمال کیا تاکہ ان کا باہم جنگ و جدال ختم ہو۔ بعثت نبوی کے وقت بھی ان کی لڑائیاں جاری تھیں۔ آپ نے محسوس فرمایا تھا کہ عرب قبائل میں امن قائم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ سب قبائل حلقہ اسلام میں آجائیں، اس لیے آپ نے شام کو جانے والی شاہراہ پر لشکر کشی کی۔ اسی نکتے پر ابو بکر نے عمل کیا اور وہ اسامہ کا لشکر بھیجنے پر مصر رہے۔ خلافت ابو بکر کا پہلا سال مرتدین سے نمٹنے میں گزر راجب وہ اس میں کامیاب ہوئے تو ان بڑی طاقتوں (Super Powers) کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان کی پہلی توجہ روم پر تھی، کیونکہ روم پر حملے کا آغاز خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں شرکت کر کے فرما چکے تھے پھر

ایران کی مسافت کچھ زیادہ تھی اور ایران سے ملحقہ قبائل میں ارتداد کا فتنہ ابھی ابھی فرو ہوا تھا۔ وہ اسی سوچ میں تھے کہ بکر بن وائل کے ثنی بن حارثہ شیبانی جو علا بن حضرمی کے ساتھ مل کر مرتدین سے جنگ کر چکے تھے، چند افراد کے ساتھ عراق پہنچے اور وہاں آباد عربوں کو ایران کی غلامی چھوڑ کر اسلامی حکومت کی حمایت کرنے پر آمادہ کیا۔ پھر وہ مدینہ آئے اور ابوبکر کو اطمینان دلایا کہ شام کے بجائے عراق کو فتح کرنا سہل تر ہے۔ انھوں نے یہ بھی بتایا کہ ایرانی حکام وہاں کے کسانوں کی ساری فصل لوٹ کر لے جاتے ہیں، اس لیے وہ ان کے خلاف نفرت سے بھرے ہوئے ہیں۔ ابوبکر فوج کشی پر تیار ہو گئے، لیکن انھوں نے مدینہ کے اہل رائے سے مشورہ کرنا ضروری سمجھا۔ شوریٰ کے فیصلے کے مطابق خالد بن ولید کو یمامہ سے بلایا گیا اور اس بارے میں ان کی رائے طلب کی گئی۔ انھوں نے ترت مشورہ دیا کہ اگر ثنی کے پلان کے مطابق فوراً ایران میں پیش قدمی نہ کی گئی تو الٹا ایرانی بحریں اور ملحقہ علاقوں پر تسلط جمانے کی کوشش کر کے اسلامی خلافت کو غیر مستحکم کر سکتے ہیں۔ چنانچہ ابوبکر نے ثنی کو عرب قبائل سے رابطے کرنے کے لیے واپس بھیجے اور مدینہ سے جلد اسلامی لشکر بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ کچھ دوسری روایات کے مطابق ثنی مدینہ آئے نہ عراق پر یورش کی پیش بندی ہوئی، بلکہ ثنی اکیلے ہی لشکر لے کر عراق میں گھس گئے اور جب ہرمز کی فوجوں سے ان کا سامنا ہوا تو ابوبکر نے خالد بن ولید اور عیاض بن غنم کو ان کی مدد کے لیے بھیجا۔ انھوں نے غریب کاشت کاروں سے اچھا سلوک کرنے کی بطور خاص ہدایت کی۔ خالد کے ساتھ صرف ۲ ہزار سپاہی تھے، ان کے پیش تر ساتھی یمامہ کی جنگ میں کام آچکے تھے۔ انھوں نے دار الخلافہ سے کمک مانگی تو ابوبکر نے فرد واحد قعقاع بن عمرو تمیمی کو بھیج دیا اور کہا: ”جس لشکر میں قعقاع شامل ہو، وہ شکست نہیں کھا سکتا۔“ انھوں نے ان مقامی افراد کو بھرتی کرنے کا حکم بھی بھیجا جو مرتد نہیں ہوئے اور مرتدین کے خلاف جنگوں میں شریک رہے۔ خالد نے مضر اور ربیعہ کے قبیلوں سے ۸ ہزار مسلمان اپنے لشکر میں شامل کیے اور عراق روانہ ہوئے، ثنی کے ساتھ ۲ ہزار افراد پہلے سے تھے۔ خالد نے ہرمز پر حملہ کرنے سے پہلے وہاں کی حکومت ایران کے مقرر کردہ حاکم ہرمز کو خط لکھا: ”اسلام قبول کر لو یا ذمی بن کر اسلامی سلطنت میں شامل ہو جاؤ۔“ پھر انھوں نے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا اور ہر حصے کو الگ راستے سے حفریہ پہنچنے کی ہدایت کی۔ ادھر ہرمز تیزی سے اپنی فوج لے کر حفریہ پہنچا اور پانی پر ڈیرے ڈال دیے۔ فوجیں آمنے سامنے آئیں تو ہرمز نے خالد کو دو بدو مقابلے کے لیے لکارا، جب وہ آگے پہنچے تو ایک دستے نے ان پر حملہ کر دیا، لیکن قعقاع نے بروقت کارروائی کر کے خالد کو بچا لیا۔ اسی دوران میں خالد ہرمز کی گردن اڑا چکے تھے، سپہ سالار کی موت سے ایرانیوں کی ہمت جواب دے گئی اور وہ جم کر مقابلہ نہ کر سکے۔ کثیر مال غنیمت کا پانچواں حصہ، ہرمز کی ایک لاکھ درہم مالیت کی ٹوپی اور ایک

ہاتھی خلیفہ اول کی خدمت میں مدینہ بھیجے گئے۔ اس جنگ کاظمہ میں ایک ایرانی شہزادی کا قلعہ بھی فتح ہوا۔
مطالعہ مزید: الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، الصدیق ابو بکر (محمد حسین ہیکل)، اردو دائرہ معارف اسلامیہ
(پنجاب یونیورسٹی)

[باقی]

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net